© rasailojaraid.com

قرآن کے سیاسی مبادیات

تحریر :- ڈاکٹر منظور الدین احمد ——————— ترجمہ :- نذیر حسین

عصر حاضر میں عہد قدیم اور قرون وسطیٰ کے مسلمانوں کے سیاسی نظریات کی تشکیلِ جدید کا بیڑا اُٹھانا ایک کٹھن کام ہے جس کے راستے میں اصولی اور معنوی قسم کے بہت سے ٹیڑھے مسائل حائل ہیں۔ موجودہ دَور کے عالمِ اجتماعیات کو اسلام کے قدیم سیاسی نظریات کے سمجھنے میں سب سے بڑی مشکل یہ پیش آتی ہے کہ یہ تصورات قرآن کے الٰہیاتی عقائد میں رچے بسے ہوئے ہیں اور اس وجہ سے منفرد حیثیت کے حامل ہیں۔ جب کہ مغرب کے موجودہ سیاسی نظریات کی رگ رگ میں یہودیت، عیسائیت اور روم و یونان کے سیاسی افکار سرایت کئے ہوئے ہیں۔ اسلام کے سیاسی نظریات کا ارتقاء ایک ایسے پسِ منظر میں ہُوا جو سماجی، معاشی اور تاریخی لحاظ سے (مغرب سے) یکسر مختلف تھا۔ اس اختلاف کی وجہ سے اصولی اور معنوی قسم کے کئی سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ عصر حاضر کے علمائے اجتماعیات جن کا ذہنی ارتقاء مغرب کے سیاسی مصطلحات کے پسِ منظر میں ہُوا ہے۔ اسلامی مصطلحات کے فہم سے قاصر ہیں اور وہ جب ان کا ترجمہ موجودہ علم السیاستہ کے الفاظ میں کرتے ہیں تو وہ اپنی ہی اصطلاحات کا ترجمہ کر دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر اسلام میں جدید ریاست کا تصور واضح طور پر نہیں پایا جاتا، لیکن پھر بھی لوگ اسلامی ریاست کا ذکر کرتے ہیں اور امت اور خلیفہ جیسی اسلامی اصطلاحات کو موجودہ زمانے کی اصطلاحات کا مترادف سمجھ لیتے ہیں حالانکہ ان میں بڑا فرق ہے۔

ان مشکلات کے پیشِ نظر یہ ضروری ہے کہ اسلام کی سیاسی اصطلاحات کو اسلام کے سیاسی نظریات کے بنیادی مآخذ یعنی قرآن، احادیث، تاریخی ذخائر اور کتب قانون کی روشنی میں دیکھا جائے۔ قرآن پاک میں بہت سی ایسی اصطلاحات ملتی ہیں جن کے سماجی یا سیاسی مضمرات ہیں۔ مثلاً امت، دین، ملت، شریعت، قوم، شعب، خلیفہ، امامت اور ملک وغیرہ۔ قرآن پاک میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ید اصطلاحی دونوں معنوں کے لئے آئے ہیں۔ لیکن حدیث، تفسیر اور فقہ میں ان کا
ں معنوں کو مستلزم ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ جب اسلام کا تاریخی ارتقاء ہوا تو ان اصطلاحات
یں بھی ترقی ہوئی۔ اس ضمن میں اسلام کے ازمنۂ قدیم اور ازمنۂ وسطیٰ کے فکری ارتقاء
شرے کی نشوونما میں قریبی مماثلت پائی جاتی ہے۔
روری ہے کہ اِن اصطلاحات کی تعریف اُن کے حقیقی نظریاتی، تاریخی اور سماجی پس منظر
جائے۔

جماعت

کی اصطلاح قرآن پاک میں کہیں بھی نظر نہیں آتی، اگرچہ اس کے ہم اصل الفاظ:
وغیرہ بہت سی سورتوں میں ملتے ہیں۔ یہ الفاظ آج کل کے اجتماعی مفہوم میں جماعت
ں پیدا کرتے۔ عہد جاہلیت میں بھی جماعت یا سوسائٹی کے مفہوم میں ان کا استعمال
نا۔ جماع اور جماعت کے الفاظ اکثر استعمال ہوتے رہتے تھے لیکن ان سے جماعت کا
لیا جاتا تھا۔ صرف مجامیع حدیث میں جماعت کی اصطلاح سوسائٹی کے معنوں
۔ چند مثالیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں:-

زم جماعتہ المسلمین وامامھم۔

اللہ علی الجماعتہ۔ من فارقتہ الجماعتہ شبراً ضات ......

زم جماعتہ المسلمین۔

رہ بالا حدیثیں اس امر کی شہادت دیتی ہیں کہ صدر اسلام میں جماعت کو سوسائٹی کے
سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے ہم ان کے تاریخی استناد سے زیادہ اعتنا نہیں کرتے۔ بعد کے
عت کا لفظ اکثریتی فرقہ کے لئے بولا جانے لگا۔ اسی محدود مفہوم میں اہل السنت والجماعت
یندار مسلمانوں کی اکثریت پر ہونے لگا تاکہ وہ آزاد خیال اقلیت سے متمیز ہوسکیں مسلمانوں
فرقے کا نام اہل السنت والجماعت اس لئے پڑا کہ اس کے وابستگان غالب تعداد میں
نحضرت صلعم، خلفائے راشدین اور صحابہ کرام کی سنت پر عامل تھے۔ برخلاف
قلیتی گروہ جس میں شیعہ اور خوارج شامل تھے سوادِ اعظم کے خیالات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے اختلاف رکھتا تھا۔ یہ امر دلچسپی کا موجب ہے کہ جماعت میں مؤخر الذکر گروہ شامل نہ تھا۔ خلافتِ راشدہ کے بعد کے دَور میں صرف مسلمانوں کے سوادِ اعظم کے لئے اس اصطلاح کا استعمال ملّت اسلامیہ کی سیاسی قوت متحرکہ کے اثر کا مظہر ہے۔

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ جماعت کی اصطلاح اور اس کی معنی میں ترقی ہوئی جس کا عہد جاہلیت سے کوئی تعلق نہیں۔

جماعت کی تعریف کرتے ہوئے ہمیں دو اہم باتوں کا کھوج لگانا پڑے گا۔ اوّل، یہ اصطلاح قرآن کی دوسری ہم معنی اصطلاحوں مثلاً امت، ملّت، قوم اور شعب سے کیوں کر مختلف ہے۔ دوم، موجودہ علم الاجتماع کی اصطلاحات کی رُو سے اِس کا ترجمہ کیا ہوگا۔ اس کے عام مفہوم اور ابتدائی استعمال کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ جماعت انسانوں کے کسی قسم کے گروہ کا نام ہے۔ اس وسیع مفہوم کے پیشِ نظر جماعت کو اُمت، ملت، قوم اور شعب سے متمیز کرنا ہوگا۔ جن کا اطلاق بمعنی خاص بعض مخصوص قسم کے سیاسی، مذہبی، مدافعاتی اور حیاتیاتی گروہوں پر ہوتا ہے۔ لہٰذا ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ جماعت ایک ہمہ گیر اصطلاح ہے جو اُمت، ملت، قوم اور شعب کے تصورات کو محیط ہے جب کہ مؤخر الذکر الفاظ کا اطلاق خاص قسم کے سماجی گروہوں پر ہوتا ہے۔

قوم

جدید عربی زبان میں لفظ "قوم"، قومیت کے معنوں میں آتا ہے جبکہ "قومیت" کو قوم پروری کا مترادف سمجھا جاتا ہے۔ یہ دونوں اصطلاحیں موجودہ علم السیاستہ سے متاثر ہیں۔ "القوم العربیہ" کا فقرہ ان عرب ممالک کے لوگوں کی نشاندہی کرتا ہے جو شمالی افریقہ میں مراکش سے لے کر مشرق قریب میں عراق تک پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ تمام عرب اقوام ایک ہی قومیت سے تعلق رکھتی ہیں کیونکہ سب عربی زبان کے رشتہ وحدت میں منسلک ہیں۔ جدید عربی قومیت کی لسانی بنیادوں نے اتحادِ عرب کو فروغ دیا ہے جس کی غرض و غایت تمام عرب اقوام کو سیاسی طور پر متحد کرنا ہے۔ پھر بھی اتحادِ عرب' اتحادِ اسلامی سے علیحدہ چیز ہے۔ اتحادِ عرب میں غیر عرب مسلم اقوام کے لئے کوئی جگہ نہیں جبکہ اتحادِ اسلامی کا نصب العین تمام دنیائے اسلام کو مراکش

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ڈونیشیا تک اسلام کے جھنڈے تلے جمع کرنا ہے۔

لفظ قوم سے وہ مفہوم مراد نہیں لیا جاتا جو قدیم زمانے میں مسلمان لیتے تھے۔ لفظ
سے مشتق الفاظ قرآن پاک میں بار بار آتے ہیں۔ اس کا مادہ قیام ہے جس کے معنیٰ
ڑے ہونے کے ہیں۔ اس لئے قوم کے معنیٰ لوگوں کا وہ گروہ جو ایک رہنما کی پیروی کرتا
اص مفہوم کے لئے قرآن پاک میں اشارات ملتے ہیں۔ قرآن مجید میں نیک لوگوں کو قوم
اور بد لوگوں کو قوم الظالمین کہا گیا ہے۔ ایک آیت میں قوم کو صرف مردوں یا عورتوں کے گروہ
ستعال کیا گیا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ایک آیت میں کٹ حجتی کرنے والے مسلمانوں کو تنبیہ
ے" اگر تم نہ نکلو گے تو اللہ تم کو سخت سزا دے گا اور تمہارے بدلے دوسری قوم کو پیدا کر
ز التوبہ: ۳۹)۔ قوم کے ان مختلف معانی کے پیشِ نظر ہم یہ نتیجہ اخذ کرسکتے ہیں کہ اس کا اطلاق
ں کے اس گروہ پر ہوتا ہے جو کسی ایک مقصد کے لئے متحد ہو گیا ہو۔ اس لئے اس اصطلاح
ے یا نسل سے تعلق نہیں۔ قرآن پاک کی روشنی میں اس اصطلاح سے ایسے متبعین کا تصور
ے جن کی وفاداریاں ایک رہنما کے لئے وقف ہو گئی ہوں۔ اِس لئے اس اصطلاح کا کسی علاقائی
ملق نہیں جس کے افراد زبان، ثقافت، روایات، معیشت اور سیاست کے باہمی رشتوں
ا ہوں۔ اس اصطلاح میں قومیت یا قوم پرستی کا جدید تصور بالکل مفقود ہے۔

ملّت

ن پاک میں جماعت اور قوم کا وہ مفہوم نہیں جو ملّت کا ہے۔ ملّت اجتماعیت کے سامی تصور
ہے۔ نبوت اور آسمانی رشد و ہدایت کا تصور تمام سامی مذاہب۔ یہودیت، عیسائیت اور
ی امتیازی خصوصیت ہے۔ ملّت کا مطلب وہ مذہبی جماعت ہے جس کی تاسیس کسی پیغمبر
ی آسمانی شریعت کی بنیاد پر ہوتی ہے۔

ا ملّت کے علمی معنیٰ دین اور شریعت کے ہیں۔ ملّت، ملّتِ ابراہیمی اور ملّتِ آبائی کے الفاظ
ن میں آتے ہیں۔ اِن تمام حوالوں میں تکمیل کے نقطہ ماسکہ کا مرکز شریعت یا نبی ہوتا ہے۔
ن پاک میں ملّت اور دین کا فرق واضح نظر آتا ہے۔ دین کے معنیٰ مذہب کے ہیں لیکن دین
مال ملّت سے وسیع تر معنوں میں ہوتا ہے۔ دین کی نسبت پیغمبر اور خدا دونوں کی طرف

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی جا سکتی ہے۔ قرآن مجید میں دین اللہ اور دین ابراہیم کی ترکیب متعدد جگہ آئی ہے۔ لیکن ملت اللہ کا لفظ سارے قرآن میں کہیں بھی نظر نہیں آتا۔ ملت کا تعلق فقط نبی سے ہے اور دین کی اضافت نبی اور اللہ دونوں کی طرف ہو سکتی ہے۔ اِس سے اُس محدود مفہوم کی تصدیق ہوتی ہے جس میں ملت کی اصطلاح قرآن میں استعمال ہوئی ہے۔

اِسی طرح ملت اور دین اور لفظ مذہب (جمع مذاہب) میں فرق واضح ہے۔ معنوی طور پر مذہب کا مطلب راستہ ہے لیکن اصطلاحی طور پر یہ فقہی مذاہب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یہ فقہی مذاہب، مذاہبِ اربعہ کے نام سے مشہور ہیں۔ اور سُنّی فقہائے مجتہدین کے نام پر حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی کہلاتے ہیں۔ اردو اور فارسی زبانوں میں مذہب ہر دین مثلاً عیسائیت، یہودیت اور ہندو مت کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ لیکن عربی میں مؤخر الذکر مفہوم کے لئے بالکل مستعمل نہیں ہے۔

اُمّت

اُمت کا لفظ ملت کی طرح ہے مگر ملت سے قدرے مختلف۔ یہ لفظ قرآن پاک میں کئی جگہ آیا ہے لیکن معنیٰ میں ملت سے جداگانہ ہے۔ قرآن پاک میں یہ لفظ مختلف جگہوں پر مختلف معانی کے لئے آیا ہے۔ مثلاً شریعت، طریقہ، دین، قبیلہ کی نسل، جماعت، جانوروں کی اقسام وغیرہ۔

قرآن پاک کی سورۃ بقرہ آیت ۱۲۴ اور سورہ نحل آیت ۱۲۶ میں لفظ اُمت "لوگوں" کی جماعت کے مفہوم میں آیا ہے۔ اس مخصوص مفہوم میں یہ قوم سے بالکل علیحدہ ہے۔ سورہ ۲ آیت ۱۰۳ میں یہ جانوروں اور پرندوں کی نوع اور قسم کے لئے استعمال ہوا ہے۔ قرآن پاک کے متن کی تاریخ کی روشنی میں یہ رائے قائم کی جا سکتی ہے کہ لفظ "اُمت" مختلف مفاہیم میں ابتدائی مکی سورتوں میں آیا ہے! اس امر سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ مدنی دَور میں آنحضرت صلعم کو قومی تعمیر کے بنیادی مسائل سے دوچار ہونا پڑا تھا۔ اس لئے بعد کی مدنی آیات میں یہ اصطلاح نوخیز مسلم جماعت کے لئے آئی ہے۔ مدینہ کی مسلم جماعت کو امتِ وسط کے نام سے پکارا گیا ہے۔ بعض اوقات اس کو اُمتِ واحدہ بھی کہا گیا ہے۔ مدینہ میں جبکہ قوم کی تعمیر ہو رہی تھی سب سے زیادہ زور اتحاد، اتفاق اور اعتدال کے اصولوں پر دیا جاتا تھا جن پر نوخیز امت کی تعمیر کا دارومدار تھا۔ عرب قبائل کو ثقافتی، لسانی، اخلاقی اور قانونی طور پر باہم متحد کرنے کے لئے اسلام کلمہ جامعہ کا کام دیتا تھا۔ اس طرح عربوں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لی کا ڈھانچہ ایک نئی قسم کی معاشرتی وحدت میں تبدیل ہو گیا جس کی بنیاد نبوت، شریعت اور
ہدایت پر تھی۔ اب یہ مسلم اُمت عربی شعب سے یکسر مختلف تھی جو کہ قبائلی نظام کا نقطۂ

شعب

کے لغوی معنی سر کے ہیں۔ مجازی طور پر اس کا اطلاق اُس بڑے حلقے پر ہوتا تھا جس
ں بڑی تعداد شامل ہوتی تھی۔ اس بڑے حلقے کو ابو القبائل (قبیلوں کا باپ) کہا جاتا تھا۔
یچے قبیلہ ہوتا جس کے لغوی معنی چہرہ کے ہیں۔ قبیلہ ایک خاندان کے افراد پر مشتمل ہوتا تھا۔
ے خاندان مل کر شعب کہلاتے تھے۔ یہ خاندان چھوٹی چھوٹی وحدتوں میں منقسم ہوتے
فخذ، بَت اور امارہ کہلاتی تھیں۔ اس سے چھوٹی شیرازہ بندیوں کے نام عیالہ، اسرہ

، پاک میں شعب کی جمع "شعوب" سورہ حجرات کی تیرھویں آیت میں آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے
ے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف قومیں اور
خاندان بنایا تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو۔ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے بڑا
ہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ اللہ خوب جاننے والا اور پوری طرح باخبر ہے"
ا)۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا ہے کہ اجتماعی تقسیم اور قبائلی نظام تعارف
نت کا ذریعہ ہے۔ محض اس کی بنیاد پر کسی برتری کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا۔ اسلام نے
اخلاقی اقدار کی جانچ کے لئے نیکی اور شرافت کے عملی اصول رائج کئے۔ اس طرح اسلام
زبلوں کو ایک امت کے رشتہ میں پرونے کے لئے ایک نئی اخلاقی بنیاد قائم کی۔ لیکن اس
حصول کے لئے اس نے معاشرتی انضمام کی اُس بنیاد کو ختم نہیں کیا جو عزیزانہ تعلقات
ار تھی بلکہ خانہ بدوش قبائل کی مجموعی طاقتوں کو اعلیٰ اور اشرف مقاصد کی خاطر یکجا
ے لئے اُن کا رُخ بدل دیا۔

ابن خلدون جو عہد متوسط کے اسلام کا مشہور عمرانی حکیم ہے، دو قسم کی عصبیتوں کا ذکر
۔ وہ پہلی عصبیت کی بنیاد قبائلی وفاداری اور دوسری کی مذہب کو قرار دیتا ہے۔ اُس کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خیال کے مطابق اسلام نے ان دو طاقتوں کی آمیزش سے عرب قبائل کی خوابیدہ صلاحیتوں کو جلا دے کر انہیں ایک ایسی سلطنت کا بانی بنا دیا جو بہت دیر تک قائم رہی۔ اگر ابنِ خلدون کے الفاظ کو جدید مصطلحات کی روشنی میں دیکھا جائے تو ہم ان کا ترجمہ قومی یک جہتی (الاتحاد الشعوبیہ) اور نظریاتی وحدت (الاتحاد الفکریہ) سے کر سکتے ہیں۔ اگرچہ اس کی بدولت ناقابلِ حل مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں۔ ایک طرف تو ہمیں مجرد قومیت اور اسلام کے عالمگیر اخلاقی نظریہ کے درمیان توافق پیدا کرنا ہوگا اور دوسری طرف عربوں، ترکوں، ایرانیوں، انڈونیشیا کے باشندوں اور دیگر مسلم اقوام کی متضاد قومیتوں میں ہم آہنگی پیدا کرنا ہوگی۔ اس لئے آج مسلمانوں کے لئے سب سے بڑا چیلنج یہ ہے کہ اسلام کے عالمگیر اصولوں اور مسلم ممالک میں قومیت پرستی کی طاقتوں کے درمیان کس طرح مفاہمت پیدا کی جائے۔

مذکورہ بالا جائزے کی روشنی میں ہم قرآنی اصطلاحات کی تعریفات کی تشکیل جدید موجودہ علوم کی اصطلاحات کے اعتبار سے کر سکتے ہیں اور اُن کے سیاسی اور معاشرتی مضمرات متعین کر سکتے ہیں۔ اگر جماعت سے گروہ مراد لیا جائے تو اُس سے سماجی مطالب کا تصور پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اس سے لفظ کے سیاسی مضمرات واضح طور پر نہیں اُبھرتے۔ قرآنی استعمال کے سیاق و سباق میں اگر لفظ قوم کا مطلب "عوام الناس" اور "لوگوں" سے لیا جائے تو اُس کی سماجی اور سیاسی اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن قرآن پاک میں لفظ اُمت سماجی اور سیاسی دونوں مدلولات کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اس کے قریب قریب وہی معنیٰ نکلتے ہیں جو نئی تعبیر میں جماعت کے سمجھے جاتے ہیں۔ جدید علمائے عمرانیات کے نقطۂ خیال کے مطابق "جماعت" کی اصطلاح کا اطلاق ایک "ابتدائی بستی"، گاؤں، شہر، قبیلہ یا قوم پر ہوتا ہے۔ مولور (MOLVER) کا کہنا ہے کہ جب کسی چھوٹے یا بڑے گروہ کے افراد بنیادی مقاصد کے لئے یکجا ہو کر اجتماعی زندگی بسر کریں تو ہم اُن کو فرقہ یا گروہ کہہ سکتے ہیں۔ جماعت کی تشکیل کے لئے تین عناصر ضروری ہیں۔ اُس کے افراد خود کفیل ہوں، اُن میں جماعتی طور پر اتحاد ہو۔ اور وہ یکجا ہوں۔ آنحضرت صلعم کے زمانے میں مدینہ کی مسلم جماعت میں یہ سب عناصر موجود تھے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بتدریج علاقائی تصور کے بدلے ایک آفاقی تصور اُبھرتا چلا جاتا ہے۔ رفتہ رفتہ عربی اُمت ایک جہانگیر قوم بن جاتی ہے اور اُس کی سلطنت عرب اور عجم دونوں کو اپنی آغوش میں لے لیتی ہے اور اسلام کی مقامی مدنیت ایک جہانگیر تصورِ تمدن میں بدل جاتی ہے۔

© rasailojaraid.com